بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

جماعت المسلمین پر امین اوکاڑوی صاحب کے اعتراضات اور ان کے جوابات

مرتبہ

محمد اشتیاق

امیر جماعت المسلمین

جماعت المسلمین

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اعتراضات اور جوابات

قارئین کرام چند ماہ ہوئے جناب امین اوکاڑوی صاحب کا ایک کتابچہ بنام "فرقہ جماعت المسلمین تحقیق کے آئینہ میں" دیکھنے میں آیا پڑھ کر بے حد افسوس ہوا، ایک صاحبِ علم اور اس قسم کی باتیں، عالم بن جانے کے بعد مطالعہ وسیع ہو جاتا ہے، وسیع مطالعہ سے ذہن صاف ہو جاتا ہے، گہرے مطالع کے ذرائع وجود میں آجاتے ہیں۔ غور و فکر کی صلاحیت پیدا ہو جاتی ہے۔ جب کسی بات کو تسلیم کرتا ہے تو غور و فکر کے بعد۔

مگر یہ تمام تعریفیں اس عالم کے لئے ہیں جو محقق ہو مقلّد نہ ہو جس کی آنکھوں پر تقلید کی عینک لگی ہو مندرجہ بالا تعریفیں اس پر صادق نہیں آتیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے کتابچہ میں تو تڑاک، تضحیک، طنز و طعن و تشنیع تو ضرور ملتی ہے مگر تحقیقی و تعمیری تنقید تلاش کرنے سے بھی نہیں ملتی۔ جناب موصوف نے تحقیق کے نام پر بڑے دھوکے اور فریب دئے ہیں۔

یہ کتابچہ جناب امین صاحب نے چند گھنٹوں میں تحریر کر ڈالا، اسی وجہ سے اس کتابچہ میں زبردست غلطیاں ہوئیں۔ اگر یہ کتابچہ چند روز میں لکھا جاتا تو شاید اتنی غلطیاں نہ ہوتیں۔

قارئینِ کرام اصلاح کا وہی طریقہ اختیار کیا جانا چاہیئے جو بہتر سے بہتر ہو، جس میں تنقید تعمیری ہو، تنقید نگار کی تنقید خیر خواہانہ ہو اور تنقید وہ ہو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آئینہ دار ہو مگر ایسا نہیں ہوا۔ تنقید برائے تنقید، اعتراض برائے اعتراض کر کے وقت خراب کیا ہے۔ اگر امین اوکاڑوی صاحب درج ذیل طریقہ اسلامی کو ملحوظ رکھتے تو بہت عمدہ ہوتا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ۝ (اے رسول) بے شک آپ اخلاق کے بہترین مقام پر فائز ہیں۔
(نٓ - ۴)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

انما بعثت لاتمم مکارم الاخلاق (رواہ الحاکم ۲/۶۱۳ وسندہ صحیح) میں تو بھیجا ہی اس لئے گیا ہوں تاکہ اخلاق کے تمام شعبوں کو پُر کر دوں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

انّ اللہ رفیق یحبّ الرفق (صحیح مسلم) اللہ تعالیٰ نرم ہے اور نرمی پسند کرتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

ما شیٔ اثقل فی میزان المؤمن یوم القیٰمۃ من خلق حسن فان اللہ تعالیٰ یبغض الفاحش البذی (رواہ الترمذی وصححہ) قیامت کے دن مؤمن کے میزان میں خوش اخلاقی سے بڑھ کر وزن دار کوئی شے نہیں ہوگی۔ بے شک اللہ تعالیٰ فحش بکنے والے بدزبانی کرنے والے اور زبان درازی کرنے والے سے نفرت کرتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ صدیقہ طیبہ رضی اللہ عنہا سے فرماتے ہیں :۔

ان شر الناس عند اللہ منزلۃ یوم القیٰمۃ من ترکہ الناس اتقاء شرہ (صحیح مسلم) قیامت کے دن سب سے بدتر مقام کے لحاظ سے وہ لوگ ہوں گے جن کے شر سے بچنے کے لئے لوگ ان سے ملنا چھوڑ دیں۔

اب ہم اس کتابچہ کا جواب نقل کرتے ہیں۔ اگرچہ ہمارا ارادہ جواب دینے کا نہیں تھا مگر چند حضرات کے اصرار پر ہم ان باتوں کا جواب دے رہے ہیں جو ضروری ہیں اور جو باتیں غیر ضروری ہیں ان سے صرفِ نظر کریں گے۔ قارئینِ کرام اس جواب میں کسی کی تحقیر و استخفاف

مقصود نہیں۔

اعتراض ابن اوکاڑوی صاحب رقمطراز ہیں :۔

مسعود احمد صاحب نے ان تمام مفسرین، محدثین، سلاطین اسلام کو مرزائیوں جیسا غیر مسلم بنا دیا جن کا ذکر طبقات حنفیہ، طبقات مالکیہ، طبقات شافعیہ اور طبقات حنابلہ میں آتا ہے۔

جواب یہ ابن اوکاڑوی صاحب کا دھوکا اور فریب ہے جو مسعود احمد صاحب کے کھلتے میں ڈال کر لوگوں کو گمراہ کرنا چاہتے ہیں۔ جناب مسعود احمد صاحب نے محدثین کو کبھی بھی مرزائیوں جیسا اور غیر مسلم نہیں کہا۔ محدثین کی وہ کس قدر عزت وتکریم کرتے ہیں مسعود احمد صاحب کی لکھی ہوئی کتابیں اس بات کا کھلا ثبوت ہیں۔

محدثین کو جتنا ہم مانتے ہیں حقیقت یہ ہے کہ آپ اتنا نہیں مانتے بلکہ آپ حضرات قولاً تو اقرار کرتے ہیں کہ صحاح ستہ بھی ہے لیکن عملاً انکار کرتے ہیں (اس کا ثبوت یہ ہے کہ جو حدیث آپ کے مذہب کے مطابق ہوتی ہے اُسے آپ تسلیم کرتے ہیں اور جو حدیث آپ کے مذہب کے خلاف ہوتی ہے اس کی تاویل کر کے انکار کر دیتے ہیں)۔

اگر آپ حضرات امام بخاری، امام مسلم، امام ابوداؤد، امام نسائی، امام ترمذی، ابن ماجہ، امام دارقطنی، امام بیہقی، صاحبِ مشکوٰۃ کو مانتے ہیں یعنی قولاً بھی اور عملاً بھی تو ان کی جمع کردہ درج ذیل احادیث پر عمل کیوں نہیں کرتے :۔

۱۔ رفع یدین عند الرکوع وعند الرفع

۲۔ آمین بالجہر

۳۔ صف بندی کرتے وقت قدم سے قدم اور کندھے سے کندھا ملانا۔

۴۔ نماز میں ہاتھ باندھتے وقت سیدھے ہاتھ سے الٹے ہاتھ کی ذراع پکڑنا۔

۵۔ تین چلو سے کلی کرنا اور ناک میں پانی لینا۔

۶ ۔ پورے سر کا مسح کرنا۔
۷۔ عورت اور مرد کی نماز ایک ہی طریق سے تسلیم کرنا۔
۸۔ امام کے سکتات میں سورۂ فاتحہ پڑھنا۔
۹ - جانور ذبح کرتے وقت اگر بچہ پیٹ میں نکل آئے تو اُسے حلال قرار دینا۔
۱۰۔ تورّک کرنا۔
۱۱۔ جلسہ استراحت کرنا۔
۱۲۔ جلسہ میں کلمۂ شہادت کی انگلی کو اٹھائے رکھنا۔

اور بھی بے شمار صحیح احادیث سے ثابت شدہ مسائل ہیں جن پر احناف عمل نہیں کرتے۔ بتلائیے کون ائمّہ محدثین کا منکر ہے ہم یا آپ۔ امین صاحب اللہ سے ڈریئے اور لوگوں کو فریب نہ دیجئے۔

اعتراض امین اوکاڑوی صاحب فرماتے ہیں :۔

ان میں امام بخاری، امام مسلم، امام ابوداؤد، امام نسائیؒ، امام ترمذی، امام ابن ماجہ، امام دارقطنی، امام بیہقی، صاحبِ مشکوٰۃ، حافظ ابن حجر وغیرہ شامل ہیں۔

جواب جماعت المسلمین ان تمام ائمّہ کا احترام، عزّت اور تکریم کرتی ہے۔ یہ ہم پر جھوٹا الزام ہے جو امین صاحب لگا رہے ہیں۔

اعتراض امین صاحب فرماتے ہیں :۔

" اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مسعود صاحب تک قرآن پہنچانے والے مشرک، حدیث جمع کرنے والے مشرک، اسماء الرجال لکھنے والے؟ غیر مسلم "

جواب قارئین کرام امین اوکاڑوی صاحب نے کیا خوب نتیجہ نکالا؟ اب ہم اس کو دھوکا اور فریب نہ کہیں تو پھر کیا کہیں؟ لوگوں کو گمراہ کرنے کے لئے پے در پے کس قدر غلط بیانی کر رہے ہیں الامان الحفیظ۔ قارئین کرام ہوشیار رہیں نتیجہ بالکل گمراہ کن ہے۔ جماعت المسلمین کا

اس نتیجہ سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔

اعتراض "دعوۃ المسلمین :۔ مسعود احمد بانی فرقہ بخاری صفحہ ۱۳۴ کی حدیث سے بھی دھوکا دیتا ہے جس میں حائضہ عورتوں کو مسلمانوں کی دعاء میں شامل ہونے کا حکم ہے لیکن یہ نہیں بتاتا کہ بخاری میں اسی صفحہ پر اس سے صرف پانچ سطر اوپر دعوۃ المؤمنین کا لفظ ہے اور بخاری (صفحہ ۴۶ - ج ۱) پر بھی مومنین کا لفظ ہے۔ اس حدیث سے جماعت غیر مقلدین مسعودی فرقہ مراد لینا رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ ہے۔"

جواب قارئین کرام ہمیں کسی کو دھوکا دینے کی کیا ضرورت ہے اور ہم دھوکا یا جھوٹ کیوں کہیں گے۔ اگر صحیح بخاری میں لفظ مؤمنین آیا ہے تو اس میں دھوکے کی کیا بات ہے، یہ صفت بھی جماعت المسلمین ہی کے لئے ہے کسی فرقے کے لئے تو نہیں ہے۔ یوں تو قرآن مجید میں بھی بیشمار مسلمین کے صفاتی نام آئے ہیں۔ ان کے نہ بتانے کا الزام بھی ہمارے کھاتے میں ڈال دیں گے۔

غور طلب بات یہ ہے کہ اگر لفظ "مؤمنین" صحیح بخاری میں آیا ہے تو کیا جماعت المؤمنین بنالی جائے۔ لفظ "صابرین" قرآن مجید میں آیا ہے تو کیا جماعت الصابرین بنا کر کسی نئے فرقے کا اضافہ کر دیا جائے؟ اسی طرح مجاہدین، ناصرین، حزب اللہ، غافرین، صادقین، عاملین، متصدقین، مصدقین، صادقون یہ سب مسلمین کے صفاتی نام ہیں۔ ان کے ساتھ لفظ جماعت کا اضافہ کر کے بہت سے فرقے بنا لئے جائیں؟ کیا اس کی قرآن مجید اور حدیث شریف میں اجازت ہے؟ ظاہر ہے کہ آپ حضرات کا جواب نفی میں ہی ہوگا۔

کیونکہ یہ تمام صفات جماعت المسلمین کے لئے ہی استعمال ہوئی ہیں کسی فرقے کے لئے نہیں۔ لہٰذا امین صاحب کا یہ الزام بھی درست نہیں ہے۔ رہی امین صاحب کی یہ عبارت کہ "غیر مقلدین سے مسعودی فرقہ مراد لینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ ہے۔" ہماری مراد ہرگز یہ نہیں ہے بلکہ جماعت المسلمین کا وہ امام مراد ہے جو بھی امام ہر دور میں بنتا رہے گا یعنی نبی علیہ السلام کی وفات کے بعد جماعت المسلمین کے امام ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما تھے۔ پھر حضرت عمر

رضی اللہ عنہ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ۔ اسی طرح ایک امام کے بعد دوسرا امام بنتا رہے گا۔ مسعود احمد صاحب کے لئے یہ امامت خاص نہیں ہے۔ ان کے بعد جماعت المسلمین کا کوئی دوسرا امام ہوگا۔ آپ بلاوجہ اسے خاص کرکے پریشان ہورہے ہیں۔

اعتراض تلزم جماعت المسلمین۔ بانی فرقہ مسعود احمد اس حدیث میں امام سے اپنا امام ہونا مراد لیتا ہے۔"

جواب یہ ہم پر غلط بیانی ہے اور بے بنیاد الزام ہے۔ یہ محض اتفاق ہے کہ اس وقت جماعت المسلمین کے امام کا نام مسعود احمد (صاحب) ہے۔ ان کے بعد جماعت المسلمین کے امام کا نام کوئی اور ہوگا، اس کے بعد کوئی اور .... آپ کیوں نام لے کر دھوکا دیتے ہیں۔ حدیث میں جماعت المسلمین کے امام کا ذکر ہے۔ نام کا نہیں لہٰذا جو بھی امام ہو اس کو لازم پکڑنا ہے۔

اعتراض جیسے مرزا قادیانی قرآن میں لفظ عیسٰی سے اپنے آپ کو مراد لیتا ہے حالانکہ اس حدیث میں امام سے مراد خلیفہ ہے جیسا کہ خود حدیث رسول میں صراحتاً آگیا ہے۔ (دیکھو ابوداؤد صفحہ ۵۸۲ ج ۲)

جواب امام سے مراد خلیفہ ہے یہ حدیث شاذ ہے یعنی ضعیف ہے۔ یہ حدیث مضطرب المتن بھی ہے۔ لہٰذا اس سلسلہ میں ہمارا پمفلٹ " ابوداؤد کی خلیفہ والی حدیث ضعیف ہے " پڑھیئے۔ اس میں آپ کو ہر چیز کی وضاحت مل جائے گی۔

اعتراض بانیٔ فرقہ لکھتا ہے کہ صاحب درمختار نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی طرف نسبت کرکے شرائط امامت میں یہ مسئلہ لکھا ہے :-

" اسے امام بنایا جائے جس کا سر سب سے بڑا اور ذکر (آلہ تناسل) سب سے چھوٹا ہو"(خلاصہ تلاش حق صـ۲۴) بانیٔ فرقہ نے ایک ہی سانس میں صاحب درمختار پر تین جھوٹ بول دئے کہ انھوں نے قال ابوحنیفہ سے قول بیان کیا ہے۔ اس کو شرطِ نماز کہا ہے۔ وہاں ذکر (آلہ تناسل) کا لفظ ہے۔

جواب قارئین کرام جناب مسعود احمد صاحب امام جماعت المسلمین کے سلسلہ میں امین اوکاڑوی صاحب برابر اخلاق کا دامن چھوڑ کر اور غیر عالمانہ رویہ اختیار کئے ہوئے ہیں۔ جناب مسعود احمد صاحب نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں بہت عمدہ رائے کا اظہار کیا ہے۔ جناب مسعود احمد صاحب فرماتے ہیں :۔

"کیا یہ امام ابوحنیفہؒ کا قول ہے۔ میرا تو ایمان ہے کہ یہ قول امام صاحب کا نہیں ہے بلکہ بعد میں گھڑ لیا گیا ہے ...." (تلاش حق ص۲۴)

تلاشِ حق کے ص۲۴ کو قارئین پھر پڑھیئے تاکہ وضاحت سامنے آجائے۔

درّ مختار میں "عُضْوٌ" ہے اور "عُضْوٌ" کی تشریح درّ مختار میں موجود ہے۔ ملاحظہ فرمایئے :۔

ان المراد بالعضو الذکر (رد المختار ج۱ ص۱۴۳) کہ یقیناً عضو سے مراد ذکر ہے۔ (سیف محمدی ص۷۸)

امام طحاویؒ کہتے ہیں :۔

فسره بعض المشائخ بالاصغر ذکرا (طحاوی مصری جلد اول ص۱۲۵ و سیف محمدی ص۷۹) یعنی حنفی مذہب کے بعض مشائخؒ نے کہا ہے کہ اس سے مراد چھوٹا ذکر ہے۔

لہٰذا جب علماء احناف نے "عُضْوٌ" سے مراد خود ذکرؔ لیا ہے تو پھر مسعود احمد صاحب پر اعتراض کس لئے؟

اعتراض بانی فرقہ لکھتا ہے کہ حضرت وائل دوسری مرتبہ شوال ۱۰ھ میں مدینہ منورہ تشریف لائے تھے۔ (البدایہ والنہایہ) دوسری مرتبہ آمد پر بھی ان کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رفع یدین کرتے تھے (صحیح مسلم ص ۴۷) بانی فرقہ نے جوبات البدایہ والنہایہ کی طرف منسوب کی ہے وہ بھی جھوٹ ہے اور جو صحیح مسلم کی طرف منسوب کی ہے وہ بھی جھوٹ ہے صحیح مسلم میں نہ دوبارہ آنے کا ذکر ہے نہ صحابہ کی رفع یدین کا۔"

جواب | والبدایہ والنہایہ میں اگر عبارت نہیں ہے تو اشارہ تو موجود ہے کہ حضرت وائل رضی اللہ عنہ ۱۰ ھ میں دوبارہ آئے تھے۔ درج ذیل عبارت سے بھی یہ چیز ثابت ہوتی ہے۔

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں :۔

ثم جئت بعد ذلك فی زمان فیه برد علیهم جل الثیاب تحرك ایدیهم من تحت الثیاب (جزء رفع الیدین للبخاری وسنده صحیح)

پھر جب میں دوبارہ آیا تو اس وقت سردی کا زمانہ تھا۔ لوگوں نے کپڑے اوڑھے ہوئے تھے، اپنے کپڑوں کے نیچے سے ہاتھ (نکال کر) رفع یدین کرتے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :۔

وقصة وائل مشهورة عند اهل العلم وما ذكر النبی صلی الله علیه وسلم فی امره وما اعطاه معروف بذهابه الی النبی صلی الله علیه وسلم مرة بعد مرة (حوالہ مذکورہ بالا)

حضرت وائل رضی اللہ عنہ کا واقعہ تمام اہل علم میں مشہور ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے کیا فرمایا اور کیا دیا اور ان کا آپ کے پاس بار بار آنا بھی ثابت ہے۔

امام بخاری ؒ ہی فرماتے ہیں :۔

فهذا وائل بین فی حدیثه انه رای النبی صلی الله علیه وسلم و اصحابه یرفعون ایدیهم مرة بعد مرة (حوالہ مذکورہ)

جناب حضرت وائل رضی اللہ عنہ تو یہ کہہ رہے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو کئی مرتبہ رفع یدین کرتے ہوئے دیکھا۔

یہ عبارتیں اس بات کی مزید تائید کرتی ہیں۔ اگر صحیح مسلم میں نہیں ہے تو کیا ہوا ابو داؤد اور جزء رفع یدین میں تو موجود ہے۔ حوالہ غلط دینے کی معذرت چاہتے ہیں۔

اعتراض | بانی فرقہ لکھتا ہے حضرت عمر ؓ کے نو بیٹے پوتے سب رفع یدین کرتے تھے بلکہ بیٹے

تو رفع یدین نہ کرنے والوں کو کنکریاں مارا کرتے تھے (مسند امام احمد) (تلاش حق ۱۸۵) یہ دونوں باتیں کہ حضرت عمرؓ کے بیٹے پوتے سب رفع یدین کیا کرتے تھے بلکہ بیٹے تو نہ کرنے والوں کو کنکریاں مارتے تھے۔ ہرگز ہرگز امام احمد کی مسند میں نہیں ہیں ....

جواب اپن اوکاڑوی صاحب کا مطلب یہ ہے کہ مسعود احمد صاحب بیٹا اور پوتا لکھتے، جناب اپن صاحب ہم نے بیٹے اور پوتے ادباً لکھا ہے۔ جیسا کہ ہم عام زندگی میں ایک آدمی کے لئے آپ اور تم استعمال کرتے ہیں۔ ایک آدمی کو سلام کرتے وقت السلام علیکم کہتے ہیں السلام علیك نہیں کہتے۔ حالانکہ دونوں طریقے جائز ہیں۔ علاوہ ازیں اپن صاحب کا یہ کہنا کہ کنکریاں مارنے کا یہ عمل مسند احمد میں نہیں ہے عدم تحقیق ہے۔ مسند احمد میں رفع یدین نہ کرنے پر کنکریاں مارا کرنے تھے یہ چیز موجود ہے۔ ابن حجرؒ لکھتے ہیں :-

ابن عمر انه كان اذا رای مصلنا لا یرفع حصبه (وروی الامام احمد تلخیص ابن حجر جزء اول ص۲۲۰)	ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب وہ کسی نمازی کو دیکھتے کہ وہ رفع یدین نہیں کر رہا ہے تو اس کو کنکریاں مارتے۔

لہٰذا یہ اعتراض بھی برائے اعتراض ہے۔

اعتراض حضرت عمرؓ نے رکوع میں جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین کرکے نماز پڑھنے کا طریقہ مسجد نبوی میں برسر عام سکھایا خلاصہ تلاش حق ۸۰ - ۱۸۶ .... پر بانی فرقہ نے اس کی سند کو متصل اور صحیح قرار دیا ہے جو بالکل جھوٹ ہے بانی فرقہ میں صداقت کا ایک ذرہ بھی موجود ہے تو اس کی سند کا اتصال اور اس سند کی صحت دلائل سے ثابت کردے بانی فرقہ نے نصب الرایہ (صفحہ ۴۱۶ - ج ۱) کی عبارت نقل کرنے میں بھی شرمناک خیانت سے کام لیا ہے ......

جواب (۱) علامہ زیلعی حنفی نے اور حاشیہ بردار ادارۃ المجلس العلمی نے اس متصل سند پر کوئی اعتراض نہیں کیا یہ موصوف کے گھر کے دو گواہ ہیں۔ ورنہ یہ حضرات ہر حدیث کی سند پر

بحث واعتراض کرتے ہیں خصوصًا وہ احادیث جو احادیثِ خصوم کے نام سے موسوم ہیں اور یہ حدیث بھی ان احادیثِ خصوم میں سے ایک ہے۔ پھر اعتراض کیوں نہیں کیا؟ لہٰذا ہماری نہیں توکم ازکم اپنے لوگوں کی بات تو تسلیم کرلیجئے۔

امام عبداللہ بن القاسم نے حضرت عمرؓ کو دیکھا ہے۔

عبد اللہ بن القاسم رای عمر — عبداللہ بن قاسم نے حضرت عمرؓ کو دیکھا۔

(تہذیب)

(۲) حضرت عبداللہ بن قاسم کہتے ہیں :۔

بینما الناس یصلون فی مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذ خرج عمر ابن الخطاب فقال اقبلوا علی بوجوھکم اصلی بکم صلوٰۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم التی کان یصلی و یأمر بھا فقام ......

(نصب الرایہ ۱/۴۱۶)

اس حال میں کہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں نماز پڑھ رہے تھے کہ عمرؓ بن الخطاب نکلے۔ انہوں نے فرمایا: اپنے چہرے میرے سامنے کرو میں تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز پڑھ کر دکھاتا ہوں۔ وہ نماز جو آپ پڑھا کرتے تھے اور جس کا آپ حکم دیتے تھے۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے ....

آگے الفاظ وہی ہیں جو "صلوٰۃ المسلمین" میں نقل کئے ہیں۔ عبداللہ بن القاسم نے مندرجہ بالا الفاظ سنے تھے جب ہی تو بیان کر رہے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے یہ فرمایا۔ علاوہ ازیں جھوٹ کا طنز آپ ائمہ پر اور اپنے ہی لوگوں پر کر رہے ہیں۔ بتلیئے ہم فحش و بدکلامی کا کیا جواب دیں؟ ہم سنت نبوی کے مطابق خاموشی اختیار کرتے ہیں۔

(۳) جب علماء احناف اس حدیث کو صحیح تسلیم کر رہے ہیں تو ہمیں کیا ضرورت تھی کہ ہم مزید اتصال ثابت کرتے۔ اگر ائمہ و علماء احناف اس حدیث کو ضعیف قرار دیتے تو پھر

ہم بھی اتصال وتوثیق ثابت کرتے۔ پھر بھی مزید وضاحت ملاحظہ فرمائیے :۔

ابوعیسیٰ، سلیمان بن کیسان المدنی مقبول (تقریب) وثقہ ابن حبان (تہذیب)

ابن حبان نے ابوعیسیٰ کو ثقہ کہا ہے۔

امام ذہبی کہتے ہیں :۔

قلت ذا ثقة روى عنه حيوة بن شريح وسعيد بن ابي ايوب وابن لهيعه وجاعة۔ سكن مصر ووثقه ابن حبان (ميزان)۔

میں کہتا ہوں: ابوعیسیٰ ثقہ ہے۔ اس سے حیوۃ بن شریح، سعید بن ابی ایوب ابن لہیعہ اور ائمہؒ کی ایک جماعت روایت کرتی ہے۔ مصر میں سکونت اختیار کی اور ابن حبان نے اس کو ثقہ کہا ہے۔

۱۔ امام ذہبی نے (الکاشف ۳/۳۲۰) پر ابوعیسیٰ کو ثقہ کہا ہے۔ لہٰذا ابوعیسیٰ ثقہ ہے۔ اب ابن القطان کا "لَا یُعرَفُ حَالُہٗ" کہنے کی کیا اہمیت رہ گئی۔

۲۔ عبداللہ بن القاسم، وثقہ ابن حبان والذھبی (الکاشف ۲/۱۰۶ وتہذیب)

یعنی ابن حبان اور ذہبی نے عبداللہ بن قاسم کو ثقہ کہا ہے۔

امام دارقطنی کہتے ہیں :۔

وقال البيهقي ورينا الرفع في الصلوٰة من حديث ابي بكر الصديق وعمر بن الخطاب وعلي بن ابي طالب وابن عمر ومالك بن الحويرث ووائل بن حجر وابي حميد الساعدي في عشرة من اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم منهم ابوقتادة والبو

امام بیہقی کہتے ہیں: نماز میں رفع یدین کرنا ہم نے حضرت ابوبکر الصدیقؓ، حضرت عمر بن الخطابؓ حضرت علی ابن ابی طالب، ابن عمر، مالک بن حویرث، وائل بن حجر، ابوحمید الساعدی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دس صحابہ کرامؓ میں سے ہیں (بیان کرتے ہیں) جن میں ابوقتادہ، ابوہریرہ، محمد بن مسلمہ، ابواُسید، سہل بن

هريرة ومحمد بن مسلمه والبواسيد	سعد، ابوموسیٰ الاشعری انس بن مالک اور
وسهل بن سعد وعن ابي موسىٰ	جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہم سے صحیح اسناد
الاشعري وانس بن مالك وجابر	سے روایت کیا ہے اور ان کی احادیث سے
بن عبد الله باسانيد صحيحة يحتج	حجت بھی لی ہے۔
بها (رواه الدارقطني جزء اول صـ۲۹۶ التعليق المغني)	

قارئین کرام "باسانید صحیحۃ یحتج بہا" کے الفاظ کو سامنے رکھتے ہوئے امین صاحب کے اعتراض پر غور کیجئے کہ کس حد تک ان کے اعتراض میں صداقت ہے۔ مزید برآں وہ جناب مسعود احمد صاحب کو جھوٹا قرار دے رہے ہیں تو کیا یہ ائمہ محدثین بھی نعوذ باللہ جھوٹے ہیں؟ ہم امام بخاری، امام مسلم، امام ابوداؤد، امام نسائی، امام ترمذی اور امام ابن ماجہ کو مانتے ہیں، تسلیم کرتے ہیں، ان کی عزت و تکریم کرتے ہیں۔ یہ اس بات کا کھلا ثبوت ہے۔

اعتراض صفحہ ۳۱۰ پر اس پر پہلی حدیث ابوبکر صدیق رضؓ سے لایا ہے اس کی سند کا پہلا راوی امام بیہقی مقلد امام شافعی.......

جواب حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ والی حدیث صحیح ہے۔ دلائل درج ذیل ہیں:-

حافظ ابن حجرؒ کہتے ہیں: عن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ انہ کان یرفع یدیہ......

(رواہ البیہقی ورجالہ ثقات تلخیص ابن حجر جزء ۱ صـ۲۱۹)

اگر یہ روایت منقطع ہوتی یا ضعیف ہوتی تو حافظ ابن حجر ضرور جرح کرتے۔ حافظ کا سکوت حسن ہونے کی دلیل ہے۔

علامہ علاؤالدین حضرت ابوبکر الصدیقؓ والی روایت نقل کرکے کہتے ہیں (قال رواتہ ثقات) (کنز العمال ۹۴/۸) یعنی امام بیہقی کہتے ہیں: اس روایت کے تمام راوی ثقہ ہیں۔

اگر یہ روایت ضعیف یا منقطع ہوتی تو علّامہ علاؤ الدین بھی ضرور جرح کرتے۔

امام دارقطنی کہتے ہیں :۔

وقال البیھقی ورینا الرفع فی الصلوٰۃ من حدیث ابی بکر الصدیق وعمر بن لخطاب وعلی بن ابی طالب وابن عمر و مالك بن الحویرث ووائل بن حجر وابی حمید الساعدی فی عشرۃ من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم منھم ابوقتادہ وابوھریرۃ و محمد بن مسلمہ وابواُسید وسھل بن سعد وعن ابی موسیٰ الاشعری وانس بن مالك وجابر بن عبد اللہ باسانید صحیحۃ یحتج بھا (سنن الدارقطنی جزء اوّل ص ۲۹۶ التعلیق المغنی)

امام بیہقی کہتے ہیں : نماز میں رفع یدین کرنا ہم نے حضرت ابوبکر الصدیق حضرت عمر بن الخطابؓ حضرت علی ابن ابی طالب، ابن عمر، مالک بن حویرث، وائل بن حجر، ابوحمید الساعدی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دس صحابہ کرام میں (بیان کرتے ہیں) جن میں ابو قتادہؓ، ابوہریرہؓ، محمد بن مسلمہؓ، ابواُسیدؓ، سہل بن سعدؓ، ابوموسیٰ الاشعریؓ، انس بن مالک اور جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہم سے صحیح اسناد سے روایت کیا ہے اور ان احادیث سے حجت لی ہے۔

امام بیہقی نے "رواتہ ثقات" کے ساتھ ساتھ حضرت ابوبکر الصدیق والی حدیث کو صحیح بھی کہا ہے۔ اگر یہ روایت منقطع ہوتی تو امام بیہقی اور دوسرے ائمہ ضرور کلام کرتے۔ ہم نے یہ وضاحت ابن اوکاڑوی صاحب کے ایک مقلد کے اعتراض پر کی ہے۔ مزید براں امام بیہقی مقلد نہیں تھے۔ ملاحظہ فرمایئے :۔

امام الحافظ العلامۃ شیخ خراسان ابوبکر بن احمد بن الحسن بن علی ابن موسیٰ الخسروجردی البیہقی (تذکرۃ الحفاظ ۳/۱۱۳۳) محقق ہیں مقلد کیسے ہو سکتے ہیں، کوئی ایسی دلیل پیش کیجئے جس سے یہ ثابت ہو کہ امام بیہقی مقلد تھے۔ جو مقلد ہوتا ہے وہ اپنے مقلد ہونے کا خود

اقرار کرتا ہے۔

اعتراض "دوسرا راوی ابوعبداللہ الحافظ یہ شیعہ ہے اور فرقہ میں ہونا مسعود کے نزدیک شرک ہے۔"

جواب ابوعبداللہ الحافظ سے مراد امام حاکم ہیں۔ جن کو موصوف شیعہ کہہ رہے ہیں۔ وضاحت درج ذیل ہے :۔

قال الخطیب ابوبکر، ابو عبد الله الحاکم کان ثقةً (کان) یمیل الی التشیع فحدثنی ابراهیم بن محمد الاوموی وکان صالحًا عالمًا قال : جمع الحاکم احادیث وزعم انها صحاح علی شرط البخاری ومسلم منها حدیث الطیر ومن کنت مولاہ فعلی مولاہ فانکرها علیه اصحاب الحدیث فلم یلتفتوا الی قوله (تذکرة الحفاظ ۳/۱۰۴۲)

خطیب ابوبکر کہتے ہیں! ابوعبداللہ الحاکم ثقہ تھے۔ شیعت کی طرف مائل تھے ابراہیم محمد ارموی نے مجھ سے بیان کیا اور وہ نیک عالم تھے۔ حاکم نے بہت سی احادیث جمع کی اور دعوٰی کیا کہ یہ تمام احادیث بخاری و مسلم کی شرط پر صحیح ہیں۔ ان میں سے حدیث الطیر اور مَن کنت مولاہ فعلی مولاہ بھی شامل ہیں۔ اصحاب الحدیث نے ان احادیث کا انکار کیا ہے اور ان کے قول کی طرف التفات نہیں کیا۔

مندرجہ بالا بیان سے "حدیث الطیر" اور حدیث "مَن کنت مولاہ فعلی مولاہ" کی بنیاد پر اور بقول خطیب کے کہ وہ شیعت کی طرف مائل تھے۔ مگر امام حاکم نے خود کہیں نہیں کہا کہ میں شیعہ ہوں۔ علاوہ بریں "حدیث الطیر" کا امام حاکم نے خود انکار کر دیا ملاحظہ فرمائیے :۔

کنا فی مجلس السید ابی الحسن سئل ابو عبد الله الحاکم عن حدیث الطیر فقال لا یصح ولو صح لما کان احد

ابوعبدالرحمٰن شادیانی کہتے ہیں : ہم سید ابن ابی الحسن کی مجلس میں تھے کہ امام حاکم سے حدیث الطیر کے بارے میں سوال کیا گیا۔ انہوں نے کہا

افضل من علی رضی اللہ عنہ بعد النبی صلی اللہ علیہ وسلم (حوالہ مذکورہ)

وہ حدیث صحیح نہیں ہے۔ اگر اس حدیث کو صحیح مان لیا جائے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ علی رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے افضل ہیں۔

قلت ثم تغیر رای الحاکم (حوالہ مذکورہ)

میں کہتا ہوں کہ امام حاکم کی رائے (بعد میں) بدل گئی تھی۔

الغرض اگر تھوڑا بہت میلان تشیعت کی طرف شروع میں کسی حدیث کی بنیاد پر تھا بھی لیکن بعد میں یہ بھی نہیں رہا تھا۔ اب امام حاکم کو شیعہ کہہ کر طنز نہ کیا جائے۔ لہٰذا یہ اعتراض بھی لغو ہے۔

اعتراض الصفار کا ساع السلمی سے ثابت نہیں اور منقطع روایت بانی فرقہ کے نزدیک باطل اور ناقابل اعتبار ہے۔

جواب الصفار محمد بن اسمٰعیل، ابوعبداللہ ثقہ ہیں (لسان المیزان ۱/۴۳۲ و تلخیص جزء اول صفحہ ۲۲) پر بھی دیکھئے۔

محمد بن اسمٰعیل بن یوسف السلمی ابو اسمٰعیل الترمذی الحافظ یہ الصفار سے روایت کرتا ہے۔ اس چیز کی وضاحت تہذیب التہذیب میں موجود ہے۔ اگر یہ روایت منقطع ہوتی تو ائمہ ضرور کلام کرتے اور سماع کے سلسلہ میں کلام کرتے۔ ان کا سکوت صحیح ہونے کی دلیل ہے۔ (تہذیب ۹/۶۲)

اعتراض ابوالنعمان محمد بن الفضل عارم ضعیف ہے۔

جواب محمد بن الفضل السدوسی، ابوالنعمان، البصری عارم ثقہ ہے۔ ثبت ہے۔ آخری عمر میں حافظہ خراب ہوگیا تھا۔ صحیحین کا راوی ہے۔ (تقریب و تہذیب) مزید برآں کسی محدث نے اس حدیث پر ضعف کا حکم نہیں لگایا اور امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو صحیح کہا

ہے (رواہ الدارقطنی التعلیق المغنی)

لہٰذا حدیث بالکل صحیح ہے۔

ائمہ کی تحقیق پر اعتماد کرنا کہ یہ حدیث صحیح ہے یا ضعیف تقلید نہیں ہے۔ تقلید مسائل میں ہوتی ہے۔ پھر تقلید ایک امام کی ہوتی ہے متعدد امام کی تقلید نہیں ہوتی۔ ابن صاحب کو تقلید کی تعریف ایک بار پھر پڑھ لینی چاہیئے۔

اعتراض دوسری روایت حضرت عمرؓ سے نقل کی ہے جس کو متصل السند کہا ہے جو بالکل غلط ہے..........

جواب ص۱۳ پر دیکھئے اور ص۱۱ پر بھی۔

اعتراض اس کے دو راوی حیوۃ اور سلیمان غیر معروف ہیں.........

جواب حیوۃ بن شریح بن یزید الحضری ثقہ ہے۔ (تقریب) وثقہ ابن معین ویعقوب بن شیبہ وابن حبان (تہذیب) یعنی ابن معین، یعقوب بن شیبہ اور ابن حبان نے ثقہ کہا ہے اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس راوی سے حجت لی ہے۔

ابو عیسیٰ، سلیمان بن کیسان، مقبول ہے (تقریب) ابن حبان نے ثقہ کہا ہے۔ (تہذیب) سلیمان بن کیسان کو امام ذہبی نے بھی ثقہ کہا ہے (میزان)

قارئین کرام ابن صاحب کے اعتراضات پڑھیئے کوئی اعتراض بھی تعمیری نہیں کیا گیا بلکہ دھوکا و فریب دے کر اپنے لوگوں کو خوش کیا گیا ہے۔

اعتراض "حضرت علیؓ کی روایت لکھی ہے جس میں عبدالرحمٰن بن ابی الزناد ضعیف اور منفرد ہے۔ اور اذا قام من السجدتین کا ترجمہ جب دو رکعتیں پڑھ کر کھڑے ہونے کیا ہے جو غلط ہے۔"

جواب "عبدالرحمٰن ابن ابی الزناد" ثقہ ہے۔ وثقہ یعقوب بن شیبۃ (تہذیب) یعنی یعقوب بن شیبۃ نے ثقہ کہا ہے۔ وقال الترمذی والعجلی ثقۃ وصحح الترمذی عدۃ من احادیثہ وقال فی

اللباس ثقہ حافظ (تہذیب) یعنی امام ترمذی اور امام عجلی نے ثقہ کہا ہے اور امام ترمذی نے اس راوی کی متعدد احادیث کو صحیح کہا ہے اور کتاب اللباس میں کہا ہے کہ یہ ثقہ ہے اور حافظ ہے۔ رواہ الترمذی والبوداؤد والنسائی وصحہ الترمذی واحمد (نصب الرایۃ ۱/۴۱۲) یعنی ترمذی، ابوداؤد اور امام نسائی نے اس حدیث کو روایت کیا ہے اور امام ترمذی اور امام احمد نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ وصحہ ابن خزیمہ وابن حبان (فتح الباری) یعنی ابن خزیمہ اور ابن حبان نے بھی اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔

بتائیے امام احمد، امام ترمذی، امام ابن خزیمہ اور امام ابن حبان حضرت علیؓ کی حدیث کو صحیح کہہ رہے ہیں اور آج کوئی بے سند اس حدیث پر ضعف کا حکم لگائے تو کون تسلیم کرے گا۔ جناب امینؒ صاحب آپ نے اس قسم کے اعتراضات کر کے اپنا اور ہمارا وقت خراب کیا ہے۔ کاش کہ آپ سوچتے؟

دوسری بات "اذا قام من السجدتین" کا ترجمہ صحیح نہیں کیا یعنی امین صاحب کا مقصد یہ ہے کہ "سجدتین" کا ترجمہ رکعتین کیوں کیا گیا؟ اگر امین صاحب ابوداؤد کھول کر دیکھ لیتے تو ان کو مغالطہ نہ ہوتا اور غلط ترجمہ کا الزام نہ لگاتے۔

امام ابوداؤد نے حضرت علیؓ کی حدیث سے پہلے حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث نقل کی ہے جس میں یہ الفاظ ہیں:-

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم اذا قام من الرکعتین کبّر و رفع یدیہ (رواہ ابوداؤد ۱/۱۹۸)	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب دو رکعت پڑھ کر کھڑے ہوتے تو اللہ اکبر کہتے اور رفع یدین کرتے۔

پھر امام ابوداؤد نے حضرت علیؓ کی حدیث نقل کی ہے۔ امام ابوداؤد کہتے ہیں:-

فی حدیث ابی حمید الساعدی حین وصف صلوٰۃ النبی صلی اللہ علیہ و	ابوحمید ساعدیؓ نے جس وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز بیان کی تھی اس حدیث میں بھی

سلم اذا قام من الرکعتین کبر و رفع یدیہ (رواہ ابوداؤد) (یہی) ہے کہ جب آپ دو رکعت سے کھڑے ہونے تو اللہ اکبر کہتے اور رفع یدین کرتے۔

امام ابوداؤد "سجدتین" کی وضاحت "رکعتین" سے خود کر رہے ہیں لہٰذا نہ ترجمہ غلط کیا ہے اور نہ کسی قسم کا دھوکا دیا ہے۔ حالانکہ احناف بھی اس سے یہی مراد لیتے ہیں جو ہم نے حدیث سے بتائی ہے۔ دیکھئے (نماز مدلل ص۱۰۷) جو ایک حنفی عالم کی کتاب ہے۔

اعتراض "عبداللہ بن عمرؓ کی حدیث کے مرفوع موقوف ہونے میں اختلاف ہے۔"

جواب اس اعتراض میں وزن ہے اور نہ اعتراض تعمیری ہے جس روایت کے موقوف اور مرفوع ہونے میں اختلاف ہے وہ روایت "عبیداللہ عن نافع عن ابن عمرؓ" والی ہے۔ لیکن صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی دوسری روایت "عن الزھری قال اخبرنا سالم بن عبداللہ ان عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما قال رأیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم"۔ میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ اس روایت کو کیوں چھپایا گیا دھوکا کون دے رہا ہے، کون غلط بیانی کر رہا ہے؟

اگرچہ عبیداللہ عن نافع عن ابن عمرؓ" والی روایت بھی بلاریب مرفوع ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما خود کہتے ہیں: ورفع ذٰلك ابن عمر الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم (صحیح بخاری) یعنی عبداللہ بن عمرؓ اس روایت کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک مرفوع کرتے ہیں۔

لیجئے اختلاف ختم ہو گیا اب آپ رفع یدین عندالرکوع وعندالرفع شروع کر دیجئے۔

اعتراض مالک بن الحویرث کی حدیث کا مدار "ابوقلابہ ناصبی" پر ہے جو بانی فرقہ کے نزدیک فرقہ پرست اور مشرک ہے۔"

جواب "ابوقلابہ، اسمہ عبداللہ بن زید بن عمرو، ثقہ فاضل" (تقریب) ابوقلابہ ثقہ ہیں۔ فاضل ہیں۔ یہ بہت بڑے امام ہیں۔ بھلا ہم کیسے ان کو مشرک یا فرقہ پرست کہہ سکتے ہیں۔ ہم نے ہرگز ایسا نہیں کہا اگر کہا ہے تو کہاں اور کس مقام پر کہا ہے ثابت کریں۔ علاوہ ازیں موصوف کا یہ کہنا کہ مالک بن حویرث کی حدیث کا مدار "ابوقلابہ" پر ہے تو یہ بھی عدم تحقیق کا نتیجہ ہے۔ صحیح

مسلم کی روایت میں "ابوقلابہ" نہیں ہیں بلکہ نصر بن عاصم ہیں۔

عن قتادہ عن نصر بن عاصم عن مالک بن الحویرث (صحیح مسلم ۱/۲۹۳) عن قتادۃ قال سمعت نصر بن عاصم (رواہ النسائی ص۱۲۳ جلد ۲)۔ لہٰذا یہ اعتراض بھی فضول ہے۔

اعتراض حضرت وائل کی سند کا راوی "محمد بن جحادہ" شیعہ یعنی فرقہ پرست اور مشرک ہے۔"

جواب امام "محمد بن جحادہ" کو امام احمد، ابن ابی حاتم، امام نسائی، ابن حبان، امام عجلی اور یعقوب بن سفیان نے ثقہ کہا ہے (تہذیب) صحیح بخاری و صحیح مسلم کا راوی ہے۔

ابوعوانہ نے شیعت کا الزام محمد بن جحادہ پر عائد کیا ہے مگر امام ذہبی نے ابوعوانہ کے الزام کو رد کیا ہے۔ (میزان ۳/۴۹۸) معلوم ہوا کہ محمد بن جحادہ پر شیعت کا الزام مردود ہے۔ بعد ازاں محمد بن جحادہ اس حدیث کو روایت کرنے والے اکیلے نہیں نہیں ہیں۔ حصین، سفیان بن عیینہ، قیس بن الربیع، زائدہ، شعبہ، زہیر اور دوسرے ائمہ نے ان کی متابعت کی ہے (رواہ الطبرانی ۲۲/۱۳، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶ اور ۳۷)۔ لہٰذا یہ اعتراض بھی فضول ہے۔

اعتراض حضرت ابوہریرہ رض کی روایت کا مدار "ابن جریج" پر ہے جس نے مکہ مکرمہ میں رہ کر ۹۰ عورتوں کے ساتھ متعہ کیا اور دوسرا راوی یحییٰ بن ایوب غافی ضعیف ہے۔

جواب عبدالمالک بن عبدالعزیز بن جریج ثقہ ہیں۔ فقیہ فاضل ہیں (تقریب)۔ ابن جریج کو متعہ کی حرمت کی حدیث نہیں پہنچی ہوگی ورنہ حدیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ملنے پر ایک امام کیسے متعہ کرسکتا ہے۔ جبکہ ابن جریج عابد اور زاہد امام تھے۔

پھر بھی اگر آپ ابن جریج کے متعہ کرنے کو عیب سمجھتے ہیں تو پھر ائمہ کی ایک جماعت نے اس راوی سے حجت کیوں لی؟ مثال کے طور

(۱) امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح بخاری میں حجت لی۔

(۲) امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح مسلم میں حجت لی۔

(۳) امام ابوداؤد نے بھی ابوداؤد میں حجّت لی۔

(۴) امام نسائیؒ نے بھی حجّت لی۔

(۵) امام ترمذی نے بھی اس راوی سے حجّت لی ہے اور اس کی حدیث کو صحیح بھی کہا ہے۔

(٦) امام ابن ماجہ نے بھی حجّت لی ہے۔

(۷) امام احمد، امام ابن حبان، امام ابن خزیمہ، امام طبرانی، امام ابو یعلیٰ، امام ابن عدی، ابن عساکر اور دوسرے ائمہ نے بھی اس راوی سے حجّت لے کر تمام جرح کو کالعدم کر دیا۔

امام شافعیؒ نے کہا ہے کہ ابن جریج نے نوے عورتوں سے متعہ کیا ہے (تہذیب)

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ پھر امام شافعیؒ نے ابن جریج سے حجّت کیوں لی؟ کیا ان کو معلوم نہیں تھا کہ ابن جریج پر ۹۰ عورتوں کے متعہ کا الزام ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ امام شافعیؒ کو یہ خبر ہی غلط پہنچی ورنہ وہ حجّت نہ لیتے۔

امام شافعیؒ کہتے ہیں:۔

۱۔ اخبرنا الربیع قال اخبرنا الشافعی قال اخبرنا مسلم بن خالد عن ابن جریج قال اخبرنی عبد العزیز بن عبد الملک ابن ابی محذورة ان عبد اللہ بن محیریز اخبرہ وکان یتیمًا .... (رواہ الشافعی فی کتاب الام ۱/۸۴)

۲۔ امام شافعیؒ کہتے ہیں:۔

اخبرنا سفیان بن عیینہ عن عمرو بن دینار وابن جریج کلاھا یخبر عن عطاء عن ابن عباس ..... (رواہ الشافعی ۱/۵٦)

۳۔ اخبرنا مسلم وعبد المجید عن ابن جریج ابن شہاب عن عباد ابن زیاد ان عروة بن المغیرة بن شعبة ...... (رواہ الشافعی ۱/۳۲)

۴۔ اخبرنا مسلم عن ابن جریج عن عطاء ...... (رواہ الشافعی ۱/۲٦)

لہٰذا امام شافعیؒ نے ابن جریج سے حجّت لے کر متعہ کے معاملہ کو ختم کر دیا۔
ابن جریج کی حدیث سے علماء احناف نے بھی حجّت لی ہے شائد امین صاحب کو اپنے گھر کے گواہوں کا خیال نہیں رہا ورنہ اعتراض نہ کرتے۔

امام زیلعی حنفی نصب الرایہ میں نقل کرتے ہیں :۔

۱۔ اخرجه عن ابن جريج عن عثمان ابن السائب اخبرني ابي و ام عبد الملك بن ابي محذورة عن ابي محذورة (نصب الراية - ۱/۲۶۹)

۲۔ عن عصام بن يوسف ثنا عبد الله بن المبارك عن ابن جريج عن سليمان بن موسى عن الزهري عن عروة عن عائشة . . . . .

۳۔ والصواب عن ابن جريج عن سليمان بن موسى عن النبي صلى الله عليه وسلم (نصب الرايه ۱/۷۷) یعنی امام زیلعی حنفی نے ابن جریج کی روایت کو صحیح تسلیم کیا ہے۔

۴۔ حضرت محذورۃ رضی اللہ عنہ کی روایت جو ترجیع اذان کے سلسلہ میں ہے۔ امام زیلعی نے نصب الرایۃ ۱/۲۷۲) فیض احمد صاحب ککردی نے جو دیو بندی عالم ہیں اپنی کتاب نماز مدلل ص۵۹ پر اور کئی جگہ پر اپنی دلیل میں پیش کیا ہے اور صحیح مانا ہے اور یوسف لدھیانوی صاحب نے اپنی کتاب "اختلافِ امّت اور صراطِ مستقیم" کے ص۲۶ جزء۲ پر اس حدیث کو صحیح تسلیم کیا ہے۔ ان روایات میں ابن جریج موجود ہیں۔ مزید برآں ابن جریج کی تصریح کو یوسف لدھیانوی صاحب نے اپنی کتاب اختلاف امت .... کے ص۲۱ جزء۲ پر نقل کرکے حجّت لی ہے۔ اپنے مطلب کے لئے ابن جریج سے حجّت لیتے وقت یہ بات دکھائی نہیں دی۔ لہٰذا امین صاحب نے اعتراض کرکے لوگوں کو دھوکا دیا ہے بعد ازاں ائمہ کا بھی انکار کیا ہے۔

قارئین کرام آپ ملاحظہ فرمالیجئے کہ کون ائمہ کا منکر ہے اور کون ائمہ کا منکر نہیں ہے۔ الحمد للہ ہم تو ائمہ محدثین کو تسلیم کرتے ہیں اور کرتے رہیں گے مگر امین صاحب اور ان جیسے

دوسرے حضرات ائمہ پر طنز کرتے ہیں اور ان پر طرح طرح کے اعتراضات کرتے ہیں کہ امام حاکم شیعہ ہے، امام بیہقی مقلد شافعی ہے اور یہ لوگ الزام ہم پر لگاتے ہیں۔ اگرچہ ان کے امام صاحب بھی اس قسم کی جرح سے محفوظ نہیں ہے اور جب ان کو امام بیہقی، امام حاکم اور ابن جریج کی ضرورت پڑتی ہے تو خاموشی سے اپنی دلیل میں نقل کر جاتے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ہم ائمہ کا دفاع کرتے ہیں اور جناب موصوف ائمہ پر اعتراض کر کے غیروں کو موقع فراہم کر رہے ہیں کہ دیکھو ہمارے ائمہ حدیث اس قسم کے کام کرتے تھے ذرا سوچئے!

بعد ازاں یہ روایت جزء رفع الیدین میں بھی موجود ہے اس روایت میں محمد بن الصلت بن الحجاج الاسری جو ثقہ ہیں ابن جریج کی متابعت کرتے ہیں۔ الغرض معلوم ہوا کہ اس روایت کا مدار صرف ابن جریج پر نہیں ہے بلکہ محمد بن الصلت بھی اس حدیث کو بیان کرتے ہیں۔ یہ اعتراض بھی فضول ہے اور عدم تحقیق کا نتیجہ تھی۔

دوسرا راوی "یحیٰی بن ایوب الغافقی" ہے جس کو موصوف ضعیف لکھتے ہیں حالانکہ ضعیف نہیں ہیں۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم کا راوی ہے۔ امام بخاریؒ، ابن معین، ابوداؤد، ابن حبان، یعقوب بن سفیان، ابن شاہین، امام ابراہیم حربی نے ثقہ کہا ہے (تہذیب) علاوہ ازیں جب امام بخاری اور امام مسلم کسی راوی سے حجت لے لیں تو اس راوی پر سے جرح ختم ہو جاتی ہے۔ لہذا یہ اعتراض لغو ہے۔

اعتراض حضرت جابرؓ کی روایت میں "ابوحذیفہ" ضعیف ہے۔

جواب "ابوحذیفہ" ان کا نام موسیٰ بن مسعود ابوحذیفہ النہدی ہے۔ ابن حجر کہتے ہیں:- صدوق سیئ الحفظ (تقریب) یعنی صدوق ہیں حافظہ میں ضعف ہے۔ وحدیثہ عند البخاری فی المتابعات (تقریب) یعنی اس کی حدیث امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک متابعت میں (صحیح) ہے۔

امام احمدؒ کہتے ہیں کہ یہ صدوق ہے۔ (تہذیب)
امام عجلی ثقہ کہتے ہیں (تہذیب)
امام ابن حبان خطأ کے ساتھ ثقہ کہتے ہیں (تہذیب)
امام ابن حجر کہتے ہیں کہ امام ابن سعد نے کہا ہے کہ اِن شاء اللہ تعالیٰ یہ راوی ثقہ ہے اور اس کی روایت عمدہ ہوتی ہے (تہذیب) لہذا راوی بالکل ٹھیک ہے اور متابعت میں تو کوئی مضائقہ ہی نہیں۔ الغرض اعتراض فضول اور لایعنی ہے۔ بعدازاں امام زیلعی کہتے ہیں: زیاد بن سوقہ نے بھی متابعت کی ہے اور یہ حدیث صحیح ہے (نصب الرایہ ۱/۴۱۵) یہ احناف کے گھر کی گواہی ہے۔

اعتراض انسؓ کی روایت کی سند میں حمید مدلّس ہے اور مدلّس کی روایت کو بانی فرقہ مشکوک کہتا ہے۔

جواب حمید الطویل مدلّس تھے یعنی چور تھے، خائن تھے؟ موصوف سے گذارش ہے کہ فنِ تدلیس بے کار علم ہے۔ یہ فن أئمہ کو بدنام کرنے کے لئے نکالا گیا ہے۔ امام شافعی، امام شعبہ اور دوسرے أئمہ اس فن کو تسلیم نہیں کرتے اور یہ أئمہ مدلس راوی کی حدیث کو صحیح مانتے ہیں۔ اب ہم أئمہ کو مدلس نہیں مانتے لہٰذا ان کی روایت کردہ حدیث صحیح ہوتی ہے۔ الغرض یہ اعتراض بھی فضول ہے۔

اعتراض "تمام صحابہ رفع یدین کرتے تھے نہ حسن بصری تمام کو ملے نہ اس کی سند صحیح کہ قتادہ مدلّس ہے اور جزء رفع یدین کا راوی محمود بن اسحٰق الخزاعی کا ترجمہ و توثیق ثابت نہیں۔"

جواب "تمام صحابہ رفع یدین کرتے تھے" یہ الفاظ جناب مسعود احمد صاحب امام جماعت المسلمین کے ہیں۔ امام حسن بصری کے نہیں ہیں۔ جناب مسعود احمد صاحب کے الفاظ امام حسن بصری کے روزنامچہ میں ڈال کر اعتراض کھڑا کر دیا کہ جناب حسن بصری تمام صحابہ سے نہیں ملے۔ جناب امین صاحب سے گذارش ہے کہ امام حسن بصری کے الفاظ یہ ہیں کہ "صحابہ رفع یدین کرتے تھے" تمام کا لفظ امام حسن بصری کا نہیں جناب مسعود احمد صاحب کا ہے۔ وضاحت ص ۲۴ پر دیکھئے۔

قتادہ مدلس ہیں۔ اس کا جواب اوپر پڑھیئے۔

"محمود بن اسحٰق الخزاعی کا ترجمہ و توثیق ثابت نہیں"۔ سند ملاحظہ فرمائیے پھر دیکھئے کہ مندرجہ بالا راوی سند میں ہے؟

حدثنی مسدد ثنا یزید بن زریع عن سعید عن قتادۃ عن الحسن قال: کان اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یرفعون ایدیھم فی الصلوٰۃ (نصب الرایہ ۱/۴۱۶)

روایتِ ثانی :۔

حدثنا احمد بن حنبل ثنا معاذ بن معاذ و ابن ابی عدی وعنہ عن سعید عن قتادۃ عن الحسن قال: کان اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم یرفعون ایدیھم فی الصلوٰۃ اذا رکعوا و اذا رفعوا کانّہا المراوح (نصب الرایۃ ۱/۴۱۶)

امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے یہ دونوں روایتیں مروی ہیں ان دونوں سندوں میں آپ کو "محمود بن اسحٰق الخزاعی" راوی نہیں ملے گا اور ہم نے یہ دونوں سندیں امام زیلعی کی کتاب نصب الرایہ سے نقل کی ہیں۔ نصب الرایہ سے کیوں نقل کی ہیں؟ اس لئے کہ امام زیلعی حنفی مذہب کے وکیل ہیں۔ جناب وکیل صاحب کا جرح نہ کرنا بھی صحیح ہونے کی دلیل ہے بعد ازاں حاشیہ میں "ادارۃ المجلس العلی" نے بھی خاموشی اختیار کی یہ مزید ان سندوں کے صحیح ہونے کی دلیل ہے۔

جناب نے "محمود بن اسحٰق الخزاعی" کا نام نقل کرکے لوگوں کے فریب دیا ہے۔ قارئین کرام اب آپ بتایئے کہ دھوکا، فریب، غلط بیانی اور جھوٹ بولنے کا الزام کس پر عائد ہو رہا ہے۔

اعتراض ۴۵۳ پر حضرت عثمانؓ، حضرت طلحہؓ، حضرت زبیرؓ، حضرت سعدؓ، حضرت سعیدؓ، حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف، حضرت ابوعبیدہؓ، حضرت زیدؓ بن ثابت، حضرت ابی

بن کعبؓ، حضرت ابن مسعودؓ اور حضرت زیادہؓ بن حارث، گیارہ صحابہ کا نام لکھا ہے کہ یہ بھی روایت کرتے ہیں کہ رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم رکوع میں جاتے۔ رکوع سے سر اٹھانے اور تیسری رکعت کے شروع میں رفع یدین کرتے تھے۔ اگر مسعود صاحب ان گیارہ صحابہ سے صحیح سندیں دکھا دیں تو ہم فی سند ایک ہزار روپے انعام دیں گے اور اس کے فرقے والوں سے بھی عرض ہے کہ جو شخص ایک سانس میں گیارہ صحابہ پر جھوٹ بولتا ہے۔ آپ اس امام کی اطاعت فرض جانتے ہیں۔

جواب امام بیہقی نے ان گیارہ صحابہ کے نام بتلائے ہیں مسعود احمد صاحب نے نہیں۔ اب ایک سانس میں گیارہ جھوٹ کس نے بولے؟ جناب مسعود احمد صاحب تو صرف ناقل ہیں۔ وہ تو ائمہ سے نقل کرکے بتا رہے ہیں۔ آپ گیارہ کی بات کر رہے ہیں ہم تو آپ کے گھر کے گواہ سے اس سے بھی زیادہ تعداد میں نام ثابت کر سکتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیے:

علامہ سیوطیؒ لکھتے ہیں:۔

وحدیث رفع الیدین فی الصلوٰۃ فقد رواہ خمسون من الصحابۃؓ — نماز میں رفع یدین کرنے کی حدیث کو پچاس صحابہؓ نے روایت کیا ہے۔

(التحقیق الراسخ ص۲) (صلوٰۃ المسلمین ص۲۵۴)

اب جناب کو رفع یدین شروع کر دینا چاہیئے۔

ابھی ہم نے نصب الرایہ کے حوالہ سے امام حسن بصری کا قول نقل کیا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رفع یدین کرتے تھے (جزء رفع الیدین للامام البخاری ص۱۳ وسندہ صحیح)

جب صحابہ کرام رفع یدین کرتے تھے تو امام حسن بصری نے کسی صحابی کو مستثنیٰ نہیں کیا۔

اس بیان سے معلوم ہوا کہ تمام صحابہؓ رفع یدین کرتے تھے۔ ہمارے اس قول کی تائید امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ بھی کرتے ہیں۔ امام بخاری کہتے ہیں:۔

ولو یثبت عند اھل العلم عن — اہل علم کے نزدیک کسی ایک صحابی سے بھی یہ بات

احدٍ من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ ثابت نہیں ہوئی کہ وہ رفع یدین نہیں کرتا تھا۔
علیہ وسلم انہ لم یرفع یدیہ
(جزء رفع الیدین صہ) (صلوٰۃ المسلمین)

الغرض تمام صحابہؓ رفع یدین کرتے تھے۔ اب اس کے تسلیم کرنے میں کیا شک رہ گیا؟

اعتراض صفحہ ۴۵۲ - ۴۵۳ پر صحابہ کی مجلس کا ذکر کیا ہے کہ ۱۷ صحابہ اس مجلس میں تھے۔ وہ کسی صحیح سند سے حدیث میں سترہ کا لفظ نہیں دکھا سکتا۔ جس روایت کا حوالہ دیا ہے اس میں سترہ کی بجائے عشرہ کا لفظ ہے اور یہ روایت بھی ضعیف ہے اس کی سند میں عبدالحمید بن جعفر ہے۔"

جواب دس اور سترہ کا چکر دے کر جناب لوگوں کو فریب دینا چاہتے ہیں۔ جناب سے گذارش ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رفع یدین کرتے تھے۔ اب دس بیس سو پچاس کا کیا مسئلہ ہے عمل کے لئے تو ایک ہی صحیح حدیث کافی ہوتی ہے۔ بعدازاں ہم نے تو متعدد صحابہ کرام سے رفع یدین ثابت کر دیا ہے دیکھئے سابقہ اوراق۔ آپ کا یہ کہنا کہ حدیث میں عشرہ کا لفظ ہے اور وہ بھی عبدالحمید بن جعفر کی وجہ سے ضعیف ہے۔ آپ کا یہ فریب کس حد تک ٹھیک ہے یہ بھی ابھی معلوم ہو جائے گا۔

"عبدالحمید بن جعفر بن عبداللہ بن الحکم بن رافع بن سنان الانصاری" صحیح مسلم کا راوی ہے۔ امام مسلم نے اس راوی سے حجّت لی ہے اور جب امام مسلم کسی راوی سے حجّت لے لیں تو اس راوی پر سے جرح ختم ہو جاتی ہے۔ لیکن ہم پھر بھی اس راوی کی توثیق ثابت کرتے ہیں۔

عبدالحمید بن جعفر ثقہ ہے امام احمد بن حنبل کہتے ہیں :-

ثقۃ لیس بہ بأس (تہذیب) اس کے ثقہ ہونے میں کوئی شک نہیں۔

یحییٰ بن معین ثقہ کہتے ہیں۔ امام ابوحاتم صدوق کہتے ہیں۔ امام نسائی کہتے ہیں اس سے روایت میں کوئی مضائقہ نہیں۔ امام ابن عدی کہتے ہیں اس کے (ثقہ ہونے میں) میں پر امید ہوں۔ امام ابن حبان ثقہ کہتے ہیں۔ ابن سعد ثقہ کہتے ہیں۔ امام ساجی ثقہ کہتے ہیں (تہذیب التہذیب

(۱۱۲/٦

امام بخاریؒ کے استاد علی بن المدینی کہتے ہیں : کان عندنا ثقۃ (میزان) ہمارے نزدیک عبدالحمید بن جعفر ثقہ ہے۔

اگر یہ راوی ضعیف ہوتا یا جو تقدریہ کا الزام اس پر لگایا گیا ہے ٹھیک ہوتا تو امام مسلمؒ اس راوی سے حجّت نہ لیتے اور دوسرے ائمہ اس راوی کی حدیث کو صحیح نہ کہتے۔

۱۔ امام مسلم عبدالحمید بن جعفر کی حدیث کو صحیح تسلیم کرتے ہیں۔

۲۔ امام ترمذی نے ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ والی حدیث کو صحیح کہا ہے (نیل الاوطار جزء ۳ صفحہ ۲)

۳۔ ابن حبان نے بھی اس حدیث کو صحیح کہا ہے (شرح السنۃ ۳/۱۱)

۴۔ امام بغوی نے بھی اس حدیث کو صحیح کہا ہے (شرح السنۃ ۳/۱۳)

۵۔ علّامہ ساعاتی نے بھی صحیح تسلیم کیا ہے (بلوغ جزء ۳ صفحہ ۱۵۴)

٦۔ امام شوکانی نے اس حدیث کو محفوظ مانا ہے (نیل الاوطار جزء ۳ صفحہ ۲)

جناب سے گزارش ہے کہ کسی حدیث کو ضعیف کہنے سے پہلے فن حدیث کے اصول ضرور پڑھ لیا کریں۔ ورنہ وہ احادیث جن پر احناف عمل کرتے ہیں بچ نہ سکیں گی۔ لہٰذا حدیث بالکل صحیح ہے۔

جناب کہتے ہیں: "کسی سند سے سترہ کا لفظ دکھاؤ۔"

درج ذیل حدیث ملاحظہ فرمایئے۔ امام بخاریؒ کہتے ہیں :۔

وقد روینا عن سبعۃ عشر نفسا من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم انھم کانوا یرفعون ایدیھم عند الرکوع فمنھم ابوقتادۃ الانصاری و ابو اسید الساعدی البدری و محمد بن مسلمۃ

صحابہ کرام رکوع کرتے وقت رفع یدین کرتے تھے ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سترہ اصحاب سے (یہ حدیث) روایت کرتے ہیں۔ ان میں ابوقتادہ انصاری، ابواُسید ساعدی بدری، محمد بن مسلمہ بدری، سہل بن سعد ساعدی، عبداللہ بن عمر

البدری وسہل بن سعد الساعدی وعبداللہ بن عمر بن الخطاب وعبد اللہ بن عباس بن عبد المطلب الہاشمی وانس بن مالک خادم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والبوھریرۃ الدوسی وعبد اللہ بن عمرو بن العاص وعبد اللہ بن الزبیر بن العوام القرشی ووائل ابن حجر الفرى ومالک بن الحویرث وابوموسیٰ الاشحری والبوحمید الساعدی الانصاری رضی اللہ عنھم (رواہ البیہقی ۲/۷۴ وسندہ لاباس بہ و جزء الرفع یدین)

بن الخطاب، عبداللہ بن عباس بن عبد المطلب ہاشمی، انس بن مالک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم، ابوہریرہ رضی الدوسی، عبداللہ بن عمرو بن العاص، عبداللہ بن زبیر بن عوام القرشی وائل بن حجر حضری، مالک بن حویرث، ابوموسیٰ الاشعری اور ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہم ہیں۔

امام بیہقی کہتے ہیں :-

وقد روینا عن ھؤلاء وعن ابی بکر الصدیق وعمر بن الخطاب وعلی بن ابی طالب وجابر بن عبداللہ الانصاری وعقبۃ بن عامر الجھنی وعبد اللہ جابر البیاضی رضی اللہ عنھم (رواہ البیہقی ۲/۷۵) (نصب الرایۃ باسانید صحیحۃ ۱/۴۱۷)

ہم ان حضرات سے بھی یہ (حدیث) روایت کرتے ہیں یعنی ابوبکر الصدیق، عمر بن الخطاب، علی بن ابی طالب، جابر بن عبداللہ انصاری، عقبہ بن عامر جہنی اور عبداللہ بن جابر رضی اللہ عنہم بھی شامل ہیں۔

لیجئے حضرت سترہ کا لفظ "سبعۃ عشرہ" بھی صحیح روایت میں موجود ہے۔ اب تو جناب خوش ہو جائیں اور ناراضگی دور کرلیں۔

اعتراض جبکہ ان ۱۷ میں سے حضرت زید ؓ ۴۸ھ، حضرت ابومسعود ؓ ۳۸ھ، حضرت سلمان ؓ ۳۴ھ، حضرت عمار ؓ ۳۸ھ، حضرت ابو قتادہ ؓ صحیح قول پر ۳۸ھ، حضرت محمد بن مسلمہ ؓ ۴۱ھ، حضرت ابواسید ۳۰ھ، حضرت حسن ؓ ۴۹ھ میں انتقال فرما چکے تھے تو رفع یدین کے ثبوت کے لئے یہ پرانی قبریں اکھاڑ کر ایک مردہ کانفرنس کیسے قائم کی گئی۔ بانی فرقہ حدیث اور تاریخ دونوں سے لاعلم ہے۔

جواب چلئے جناب مسعود احمد صاحب تاریخ اور حدیث سے لاعلم ہیں مگر جن ائمہ، محدثین نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے کیا وہ بھی ان تاریخوں سے نابلد تھے؟ انہوں نے حدیث کو صحیح تسلیم کرنے کے بعد اس حدیث کے متن پر کیوں بحث نہ کی، کیوں امام بخاری، امام ابوداؤد امام ترمذی، امام ابن حبان، امام بغوی، امام شوکانی، علامہ ساعاتی، امام ابن حجر اور دوسرے ائمہ نے اس حدیث کو صحیح مان کر حجت لی ہے۔ ان ہی ائمہ پر اعتماد کرتے ہوئے جناب مسعود احمد صاحب نے اس حدیث کو صحیح تسلیم کیا ہے۔ اب اگر امین اوکاڑوی صاحب مسعود صاحب پر تاریخ اور لاعلم ہونے کا طنز کرتے ہیں تو یہ طنز جناب مسعود احمد صاحب پر ہوگا یا ائمہ محدثین پر؟

پھر امین اوکاڑوی صاحب کا یہ جملہ کہ "رفع یدین کے ثبوت کے لئے یہ پرانی قبریں اکھاڑ کر ایک مردہ کانفرنس کیسے قائم کی گئی" کیا چیز پیش کر رہا ہے۔ یہ جملہ صحابہ کرام کی شان کو بڑھائے گا یا گھٹائے گا یا لوگ مذاق اڑائیں گے۔ قارئین کرام آج کل کے نام نہاد علماء کا یہ انداز ہے۔ اس انداز سے تعلیم یافتہ طبقہ بخوبی اندازہ لگا سکتا ہے کہ یہ انداز سمجھانے اور اصلاح کے لئے نہیں ہے بلکہ مزید بگاڑ پیدا کرنے کے لئے ہے۔ اب ہم اس انداز کا کیا جواب دیں؟

اعتراض صفحہ ۴۵۵ پر حضرت وائل کی حدیث جو ابوداؤد سے نقل کی ہے اس کے ساتھ

صراحت تھی کہ تمام صحابہ پہلی تکبیر کے وقت رفع یدین کرتے تھے بانی فرقہ نے یہاں بہت بڑی خیانت کی ہے۔

جواب امین اوکاڑوی صاحب شروع کا رفع یدین، تکبیر تحریمہ کا رفع یدین نماز کے لئے ہوتا ہے۔ نماز میں نہیں ہوتا۔ جبکہ حدیث کے الفاظ ہیں :۔

فرایت اصحابہ یرفعون اید یھم فی ثیابھم فی الصلوٰۃ (رواہ ابوداؤد وسندہ صحیح) میں نے صحابہ کرام کو دیکھا کہ وہ نماز میں اپنے ہاتھوں کو کپڑوں کے اندر اٹھاتے تھے۔

"فی الصلوٰۃ" اور "افتتح الصلوٰۃ" میں بڑا فرق ہے۔ اگر امین صاحب اس فرق کو سمجھ لیتے تو اعتراض نہ کرتے۔

اعتراض حمید بن ہلال کی روایت کی سند میں ابی بلال رالبسی ضعیف ہے اور اس میں نہ رکوع کی رفع یدین کا ذکر ہے۔ نہ تیسری رکعت کے شروع کا ہے۔

جواب ابوبلال نہیں ہے۔ ابوہلال ہے۔ اس کا نام محمد بن سلیم ہے۔ ابن حجر اس راوی کو صدوق فیہ لین کہتے ہیں (تقریب) یعنی یہ سچا ہے (اس کے حافظہ میں) ذرا نرمی ہے۔

امام ابوداؤد نے ثقہ کہا ہے (تہذیب)

امام یحیٰی بن معین نے صدوق لیس بہ بأس کہا ہے (تہذیب)

امام ابوحاتم کہتے ہیں : محلہ الصدق (میزان) یعنی اس کا مقام سچا ہے۔

امام ابن حجر نے ابوہلال کی حدیث کو حسن کہا ہے۔ (تلخیص ابن حجر جزء ۱ صفحہ ۲۲)

پھر ابوہلال نے کوئی نیا اور نرالا متن بیان نہیں کیا بلکہ وہ متن بیان کیا ہے جس کو بڑے بڑے ثقہ راوی روایت کرتے ہیں۔ لہٰذا متابعت میں اس اثر سے حجت لینے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

بعد ازاں اس روایت کو کسی محدث نے ضعیف نہیں کہا کیوں کہ یہ روایت اصولِ حدیث پر پوری اترتی ہے۔

عدم ذکر سے عدم شے لازم نہیں آتا۔ رکوع کی رفع یدین کا اگر یہاں ذکر نہیں تو کیا ہوا

دوسری احادیث تورکوع کی رفع یدین اور تیسری رکعت کے شروع کا رفع یدین موجود ہے۔ لہٰذا یہ اعتراض فضول ہے۔

اعتراض سعید بن جبیر کے اثر میں الحسین بن عیسیٰ ضعیف اور عبدالمالک بن سلیمان بھی ضعیف ہے۔ ایک ہی مسئلہ میں بیس جھوٹ ہیں۔

جواب ابن اوکاڑوی صاحب کو بڑا زبردست دھوکا ہوا ہے۔ حسین بن عیسیٰ نہیں ہے یہ حسن بن عیسیٰ بن ماسرجس، ابوعلی النیساپوری مولیٰ ابن المبارک ہے۔ دیکھئے (بیہقی ۲/۷۵) یہ صحیح مسلم کا راوی ہے اور ثقہ ہے (تقریب وتہذیب) لہٰذا اس راوی کو ضعیف۔ کہنے والے خود ضعیف ہیں۔

"عبدالملک بن ابی سلیمان" یہ بھی صحیح مسلم کا راوی ہے۔ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ کے حجت لینے سے اگر جرح ہو تو بھی کالعدم ہو جاتی ہے۔ عبدالملک ثقہ ہے۔ وثقہ احمد، یحییٰ بن معین، ابوداؤد، ابن عمار الموصلی، امام عجلی، یعقوب بن سفیان، امام نسائی، ابن سعد، امام ترمذی اور امام ابن حبان نے ثقہ کہا ہے۔ مزید برآں دوسرے ائمہ نے ان کے حافظہ کی بڑی تعریف کی ہے اور فقیہ، حجت، متقن، ثبت کہا ہے۔

قارئین کرام آپ دیکھ لیجئے کون جھوٹ بول رہا ہے۔ کون فریب دے رہا ہے۔ کون غلط بیانیاں کر رہا ہے اور کون دھوکا دہی سے کام لے رہا ہے۔ ہم کہیں گے تو شکایت ہو گی۔ یہ روایت بالکل صحیح ہے۔

اعتراض پھر کسی ایک حدیث میں بھی نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یا اکابر صحابہ میں سے ایک صحابی بھی ہمیشہ یہ اختلافی رفع یدین کرتے رہے۔

جواب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رفع یدین کرتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور کسی ایک صحابی سے رفع یدین ترک کرنا ثابت نہیں۔ لہٰذا رفع یدین نماز میں ہے، نماز ہمیشہ پڑھی جاتی ہے تو رفع یدین بھی اس کے ساتھ ساتھ ہے۔

اچھا امین صاحب یہ بتلائیے۔ آپ کے ہاں درج ذیل مسائل پر عمل ہوتا ہے کیا ان اعمال کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ کرتے تھے؟

(۱) کان اذا توضأ خلّل لحیته بالماءِ (رواہ احمد باسناد حسن، حنفی نماز مدلل ص۲۵)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب وضوء کرتے، اپنی ڈاڑھی (مبارک) کو پانی کے ساتھ خلال کرتے۔

کیا آپ یہ عمل ہمیشہ کرتے تھے؟

(۲) سر کے بچے ہوئے پانی سے کانوں کا مسح کرنا۔

کیا آپ یہ عمل ہمیشہ کرتے تھے؟

اس قسم کے متعدد مسائل اور پیش کرسکتا ہوں جس میں امین اوکاڑوی صاحب ہمیشہ کا ثبوت نہیں دے سکتے تو پھر یہ اعتراض ہم پر کیوں کیا گیا؟ اگر امین اوکاڑوی صاحب یہ کہیں کہ "کان یخلل" ہے تو جواباً عرض ہے کہ "کان یرفع" بھی موجود ہے۔

رفع یدین کا اختلاف احناف کے نزدیک ہے۔ صحابہ کرام اور ائمہ کے نزدیک نہیں تھا۔ صلوٰۃ المسلمین دیکھئے۔